مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ترجمہ: شمس تبریز خان

آبنائے باسفورس کے ساحل پر ملّت کی نشاۃ ثانیہ کی باتیں

(استنبول میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا خطاب)

حال میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ "عالمی رابطۂ ادب اسلامی" کے اجلاس میں اس کے صدر کی حیثیت سے شرکت کے لئے جون کے آخری ہفتہ میں استنبول ترکی تشریف لے گئے تھے۔ جہاں ۱۷ رشوال (۲۴ جون ۱۹۸۶ء) کو انہوں کو آبنائے باسفورس کے ایشیائی ساحل پر ایک بلند مقام پر جہاں سے استنبول (قسطنطنیہ) کا عظیم تاریخی شہر نظر آتا تھا۔ ایک چیدہ مجمع کے سامنے تقریر کی جس میں ترک ادباء، اساتذہ، ایک سابق وزیر اور مشرق وسطیٰ کے مشہور عرب ادیب و مصنّف محمد قطب بھی موجود تھے۔ مولانا نے وہ دن ترکی کی عثمانی خلافت کے اسلامی آثار اور عظیم الشان مساجد کی زیارت اور ترکی کی مغربیت سے دوری کے مناظر دیکھنے کے سلسلے میں گذارا۔ ان متضاد تاثرات و مشاہدات نے ان کے دل و دماغ میں جو خیالات و تفکرات پیدا کئے پھر ان پر قرآن و ایمان نے جو جلا بخشی اسکے نتیجے میں یہ تقریر دلپذیر وجود میں آئی:

امابعد۔ برادرانِ محترم! میں راستے میں تھا کہ دفعۃً ایک آیتِ کریمہ میرے ذہن میں آئی۔ جس کے بارے میں میرا یہ خیال نہیں ہے کہ وہ بغیر ہدایت ربانی و اشارۂ غیبی کے میرے دل و دماغ میں طاری ہوئی۔

یہ حقیقت ہے کہ کبھی کبھی دل و دماغ میں گذرنے والے افکار و خیالات اللہ کے بھیجے ہوئے مہمان اور القائے غیبی ہوتے ہیں۔ جن کا پورا لحاظ کیا جانا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ آیت کریمہ ایسے وقت میں کیسے میرے ذہن

میں آئی۔ جب کہ میں اسلام کے اس عظیم ملک میں ہوں جو کبھی عالم اسلام کا دھڑکنے اور پھڑکنے والا دل، اس کا سوچنے والا ذہن و دماغ اور اس کی رگوں میں دوڑنے والا خون تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

او کالذی مرّ علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک اٰیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر (البقرہ ۲۵۹)

"کیا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گذر ہوا، کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس کے مرنے کے بعد کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا، پوچھا کہ تم کتنی مدت اس حالت میں رہے اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا۔ یا ایک دن سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے۔ تو اپنے کھانے پینے کی چیز کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور اپنے گدھے کی طرف نظر کر، اور تاکہ ہم تم کو ایک نظیر لوگوں کے لئے بنا دیں۔ اور ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں"

قرآن حکیم اپنے محدود و ناقص غور و فکر اور ناکافی تحقیق و مطالعہ کی روشنی اور تلاوت قرآن کرنے والے ہر مسلمان کو قرآن فہمی کی جو توفیق ملتی ہے اس کے پیش نظر میرا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات اپنے اندر اس سے کہیں زیادہ گہری معنویت، وسیع مفاہیم و مطالب اور دور رس امکانات و مضمرات رکھتی ہیں جتنی کہ مفسرین کرام اپنے اپنے زمانوں میں ان کو پیش کر سکے ہیں اور جتنا کہ اہل علم نے اپنے حالات اور تحقیقات کی روشنی میں سمجھا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہاں صرف جسمانی و مادی زندگی کی واپسی ہی کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا بلکہ اس میں معنوی و روحانی زندگی یا باطنی نشأۃ ثانیہ اور اس تاریخی کردار کی واپسی کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جیسے کسی امت و معاشرہ یا قوم و ملک نے انجام دیا ہے۔ اور اس پیغام کی تازہ کاری اور حیات آفرینی کی طرف بھی لطیف اشارہ ہے۔ جس کی یہ امت حامل تھی۔ اسی طرح اس میں اس پختہ ایمان و عقیدہ کے احیاء کا امکان بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ جو کبھی اس امت کی رگ و پے میں گرم لہو کی طرح دوڑ رہا تھا۔ اور جو پھر سرد پڑ گیا۔ اور اس فتح و ظفر کی بازگشت کی طرف بھی اشارہ موجود ہے جو کبھی اس مسلمان ملک و قوم کو حاصل تھی۔

میں سمجھتا ہوں یہ آیت کریمہ ان سب پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک کی قسمت پر مہر لگ چکی ہے اور اس کے لئے خدانخواستہ یہ دائمی فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ غیر اسلامی زندگی گذارتا رہے گا اور ہمیشہ جاہلیت کی زندگی گذارتا رہے گا۔ اور ہمیشہ جاہلیت کی پستی میں پڑا رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اشارہ و لطیفۂ غیبی کے طور پر فرماتے ہیں کہ :۔

" اپنے کھانے پینے کے سامان کو دیکھو کہ وہ خراب نہیں ہوا "

اور جب ایک زمانہ گذرنے کے باوجود کھانا اور پانی خراب نہیں ہو سکتے تو وہ آسمانی و ربانی، ابدی و آفاقی پیغامات کس طرح خراب اور از کار رفتہ ہو سکتے ہیں جن پر حیاتِ انسانی کا دارومدار، انسانیت کا انحصار ہے اور جن سے اس کا وقار اور راغلبانہ قائم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

" وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۰ (بقرہ ۱۴۳)

" اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دیں واقعی اللہ تعالیٰ تو لوگوں پر بہت ہی شفیق مہربان ہیں "

۱۹۷۶ء میں ترکی میں اپنی پہلی حاضری کے موقع پر میں نے بعض ترک نوجوانوں سے یہ کہا تھا :

" یہ قوم جس کو اللہ تعالیٰ نے آخری تعمیر حرم کی توفیق عطا کی (چنانچہ خانہ کعبہ کی موجودہ عمارت سلطان مراد عثمانی کی ہے) اور وہ قوم جس کو مسجد نبوی ؐ کی تجدید و توسیع کا شرف حاصل ہوا (کہ مسجد شریف کی موجودہ تعمیر سلطان عبدالمجید ثانی کے ذریعہ ہوئی) تو اللہ تعالیٰ اس قوم کے دین و ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس اولوالعزم قوم کو سعادت و قیادت سے محروم نہ فرمائے گا۔ یہ آیت شریفہ ہمارے دلوں میں امید و آرزو کو زندہ کرتی اور ہمارا اعتماد بحال کرتی اور ہمارے سرد جذبات ناکام امیدوں اور تمناؤں کو از سرِ نو بیدار کرتی اور قیاس آرائیوں اور بدشگونیوں کو دور کرتی ہے کیونکہ جب اللہ کی قدرت سے خورد و نوش کا سامان عرصۂ دراز تک خراب نہیں ہو سکتا اور یہ عمارات و محلات شاہی گردش لیل و نہار کے برخلاف عرصے تک قائم رہ سکتے ہیں۔ تو یہ قوم اسلام کے ساتھ کیوں نہیں قائم رہ سکتی ہے جو ان تعمیرات و محلات اور ان تمدنی مظاہر و مآثر کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور و بااثر، انسانیت کے لئے نافع و مفید اور صالح و صحیح انسانی زندگی کے لئے ضروری و ناگزیر ہے۔

حضرات میں آپ کے لئے ضروری نہیں سمجھتا کہ اپنے محدود تجربات و تاثرات یا کسی محدود دائرے کے مطابق ان آیات کی تشریح کروں، اس موقع پر میرا اشارہ پورے عالم کی طرف ہے۔ کیونکہ عالم اسلامی بھی پہلے اجزائے پریشاں کی طرح تھا جس کی اسلام نے شیرازہ بندی کی۔ اور اسے ایک رشتۂ وحدت میں پرو دیا۔ اس پر تاریک دور بھی گذرے اور پھر تاریکی کے بادل چھٹتے بھی رہے۔ بیں تو یادش بخیر اپنے فردوس گمشدہ اسپین (اندلس) سے بھی

مایوس نہیں کہ جہاں بحمد اللہ دلوں میں اسلام سے محرومی کے ناقابل تلافی نقصانات کا احساس بیدار ہو رہا ہے، مجھے امید ہے کہ ایک دن اسپین پھر اسلام کے سایہ رحمت تلے آجائے گا، انشاء اللہ۔ اور وہاں اسلامی بیداری کی لہر پیدا ہوگی۔ ہسپانوی لوگ یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اسلام سے کٹ جانے کے بعد وہ بین الاقوامی برادری میں بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ جب کہ کبھی اسلامی اندلس کو دینی و علمی، ادبی و شعری، فکری و روحانی، قیادت و مرکزیت حاصل تھی جس کا تاریخوں میں ذکر ہوتا ہے اور وہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن جب سے اس نے اسلام سے اپنا رشتہ توڑا تو وہ یورپی اقوام کی لمبی فہرست میں نویں، دسویں نمبر پر آگیا۔ اور اس کی کوئی حیثیت نہ رہی۔ اب نہ وہاں کوئی جدت و عبقریت نظر آتی ہے۔ نہ اس کی کوئی انفرادی آواز اور کوئی مخصوص پیغام سنائی دیتا ہے۔ اب وہ متعدد یورپی ممالک کا ایک ایسا ملک بن کر رہ گیا ہے جہاں سیاح صرف اسلامی و عربی نقوش و آثار (مسجد قرطبہ وقلعۃ الحمراء وغیرہ) دیکھنے جاتے ہیں اس لئے میرا یقین ہے کہ عالم اسلامی کا ہر وہ ملک جس کو دشمنوں نے مسلمانوں کی قیادت اور فعال کردار ادا کرنے اور اپنی انفرادیت اور صلاحیت ظاہر کرنے سے محروم کر دیا ہے کبھی نہ کبھی اس کے دن پھریں گے۔ اور وہاں اسلامی تاریخ اپنے کو پھر دہرائے گی۔

مجھے یقین ہے کہ یہ آیت شریفہ میرے ذہن میں اسی طرح کے بلند مفاہیم و معانی سمجھانے کے لئے آئی اور اس نے یہ بتایا کہ یہ موت و حیات جن کا چکر انسانی زندگی اور بشری تاریخ میں چلتا رہتا ہے وہ کسی فرد و جماعت کے لئے ابدی و دائمی نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی حیثیت عارضی و عبوری ہوتی ہے۔ اور وہ زندگی کے بہت سے بدلتے رہنے والے مرحلوں میں سے ایک مرحلہ ہوتی ہیں۔ اس لئے جب کبھی غنودگی یا وقتی موت طاری ہوگی تو اللہ کی عنایت سے اس کے بعد بیداری اور زندگی بھی پیدا ہوگی۔ میرا یہ پختہ خیال ہے کہ جو مسلم اقوام و ممالک اس وقت نازک اور بحرانی دور سے گذر رہے ہیں وہ دراصل ایک وقتی و عبوری زمانے سے گذر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ وہ مستقبل قریب میں اسلام کے سائے تلے ہوں گے۔ خصوصاً عالم اسلامی کا یہ ملک، اسلام کا جو علم و فہم اور اسلام سے جو شیفتگی و فریفتگی اور اس کے لئے فداکاری و جاں نثاری کا جو ناقابل تسخیر جذبہ رکھتا تھا اور انسانی قیادت کے جس مقام بلند پر تھا اس پر انشاء اللہ پہنچ کر رہے گا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز والحمد للہ رب العالمین

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمائیے!